شِرْكَةُ الصَّنائِعُ

مفتی وزیر احمد

جامعہ ضیائے مدینہ، لیہ

(قسط۔۲)

عمل شریکین پر لازم ہوگا۔

شریکین ''عقد شرکت'' جب کرلیں تو دونوں پر لیا ہوا کام ضروری ہوگا قبل از فسخ عقد شرکت کوئی شریک عذر نہیں کرسکتا کہ یہ کام مجھ پر ضروری نہیں، کیونکہ میں نے جب کام لیا ہی نہیں تو مجھ پر لازم کیوں۔؟

علامہ برہان مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَمَايَتَقَبَّلُهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْعَمَلِ يَلْزَمُهُ وَيَلْزَمُ شَرِيْكَهُ حَتَّى اَنَّ كُلَّ وَاحِدٍمِنْهُمَايُطَالِبُ بِالْعَمَلِ وَيُطَالِبُ بِالْاَجْرِ وَيَبْرَءُ الدَّافِعُ بِالدَّفْعِ اِلَيْهِ وَهٰذَاظَاهِرٌ فِي الْمُفَاوَضَةِ وَفِي غَيْرِهَااِسْتِحْسَانٌ وَالْقِيَاسُ خِلَافُ ذٰلِكَ لِاَنَّ الشِّرْكَةَ وَقَعَتْ مُطْلَقَةًوَالْكَفَالَةُ مُقْتَضَى الْمُفَاوَضَةِ وَجْهُ الْاِسْتِحْسَانِ اَنَّ هٰذِهِ الشِّرْكَةَ مُقْتَضِيَةٌ لِلضَّمَانِ اَلَاتَرَى اَنَّ مَاتَقَبَّلَهُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنَ الْعَمَلِ مَضْمُوْنٌ عَلَى الْآخَرِ وَلِهٰذَايَسْتَحِقُّ الْاَجْرَ بِسَبَبِ نِفَاذِ تَقَبُّلِهِ عَلَيْهِ فَجَرٰى مَجْرَى الْمُفَاوَضَةِ فِي ضَمَانِ الْعَمَلِ وَاقْتِضَاءِ الْبَدَلِ.

جو کام ان میں سے ایک قبول کرے گا وہ اسکو اور اس کے شریک کو لازم ہوگا، یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک سے کام کرنے کا مطالبہ ہوگا، ہر ایک جرت کا مطالبہ کرسکے گا۔ اور اسکو (اجرت) دینے والا دینے کے ساتھ بری ہوجائے گا اور یہ (شرکۃ) مفاوضہ میں ظاہر ہے اور مفاوضہ کے ماوراء میں استحساناً ہے۔ اور قیاس اسکے خلاف ہے، کیونکہ شرکت مطلقاً واقع ہوئی ہے اور کفالت شرکت مفاوضہ کا مقتضی ہے، استحسان کی وجہ یہ ہے کہ یہ شرکت ضمان کا مقتضی ہے کیا نہیں تجھ پر یہ واضح نہیں کہ ان میں سے ہر ایک جس کام کو قبول کرے گا تو وہ دوسرے پر لازم ہوگا یہی وجہ ہے کہ وہ مزدوری کا مستحق ہوتا ہے اس پر اسکے قبول کرنے کے نفاذ کے سبب کی وجہ سے لہذا یہ ضمانِ عمل اور اقتضاء بدل میں مفاوضت کے قائم مقام

ہوگا۔(ہدایہ؛۶۱۲/۲،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَمَایَتَقَبَّلُهٗ کُلُّ وَاحِدٍ مِنهُمَامِنَ الْعَمَلِ یَلْزَمُهٗ وَیَلْزَمُ شَرِیْکَه

حصہ داروں میں سے جوبھی کام قبول کرے گا،شریکین پرلازم ہوگا۔(خزانة الفقه:۲۳۴،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ شیخ اسعد صاغرجی لکھتے ہیں:

"وَمَایَتَقَبَّلُهٗ کُلُّ وَاحِدٍمِّنْهُمَامِنَ الْعَمَلِ یَلْزَمُهٗ وَیَلْزَمُ شَرِیْکَهٗ،لِاَنَّهٗ سَلَّطَهٗ عَلٰی اَنْ یَّتَقَبَّلَ لَهٗ،وَلِنَفْسِهٖ". شریکین میں سے جوبھی کام لے گادونوں کولازم ہوگا۔کیونکہ متقبل شریک نے اپنے اوپرلازم کیاہے کہ وہ اپنے حصہ داراوراپنی ذات کے لئے کام لے۔(الفقہ الحنفی وادلتہ؛۱۱۴/۲،وحیدی کتب خانہ پشاور)

غیرحاضرشریک کیامنافع لے گا۔؟

شریکین میں سے ایک شریک مریض ہوجائے یاسفرپرچلاجائے ،بلاوجہ کام سے بیشتراوقات غیرحاضررہےتواجرت پائے گا۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اِذَاعَمِلَ اَحْدُالشَّرِیْکَیْنِ دُوْنَ الْاٰخَرِ بِعُذْرٍ اَوْ بِغَیْرِهٖ فَالرِّبْحُ بَیْنَهُمَا.

شریکین میں ایک اگرکام کرے اوردوسراعذریابلاعذرکام نہ کرے تونفع دونوں کے درمیان بانٹاجائے گا۔

(الاشباہ والنظائر؛۱۹۲،قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاِنْ عَمِلَ اَحَدُهُمَادُوْنَ الْاٰخَرِ فَالْکَسَبُ بَیْنَهُمَانِصْفَیْنِ سَوَاءٌ کَانَتْ عِنَانًااَوْ مُفَاوَضَةً...وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰی اِذَا مَرِضَ اَحَدُ الشَّرِیْکَیْنِ اَوْسَافَرَاَوْ بَطَلَ فَعَمِلَ الْاٰخَرُ کَانَ الْاَجْرُبَیْنَهُمَا.

ایک شریک اگرکام کرے اوردوسرانہ کرےتومزدوری ان دونوں کے درمیان بانٹی جائے گی،خواہ شرکت عنان ہویامفاوضہ ۔۔۔امام ابویوسف رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ایک شریک جب بیمار ہوجائے یامسافر،بےکاررہےاوردوسرافریق کام کرےتواجرت دونوں کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔

(ہندیہ؛۳۲۹/۲،داراحیاءالتراث العربی بیروت لبنان)

علامہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَاِنْ عَمِلَ اَحْدُھُمَادُوْنَ الْاٰخرِ فَالْکَسْبُ بَیْنَھُمَانِصْفَانِ.

پتی داروں میں سے ایک اگر کام کرے، دوسرا نہ کرے تو کمائی ان کے مابین نصف نصف ہوگی۔

(خزانۃ الفقہ:۲۳۴؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شریکین میں سے ایک کا حصہ اگر زیادہ طے ہو۔؟

شریکین میں سے ہرایک کے لئے حصہ برابرہوناضروری نہیں، بلکہ جوفریق کاریگری کے اعتبار دوسرے حصہ دار سے کم ہواس کے لئے زایدحصہ اورکامل ہنرمند کے لئے کم ترحصہ متعین کرنا جائز ہے،البتہ حصوں میں فرق کی صورت میں نقصان میں بھی اسی طرح تفاوت ہوگا،کل اجرت سے جتنے فیصد جومزدور لے گا نقصان ہونے کے وقت تاوان بھی اتنے فیصد ادا کرے گا۔

علامہ برھان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْشَرَطَاالْعَمَلَ نِصْفَیْنِ وَالْمَالَ اَثلَاثًا جَازَ وَفِی الْقِیَاسِ لَایَجُوْزُ لِاَنّ الضّمَانَ بِقَدْرِالْعَمَلِ فَالزِّیَادَۃُ عَلَیْہِ رِبْحُ مَالَمْ یُضْمَنْ فَلَمْ یَجُزِ الْعَقْدُلِتَادِیَۃِ اِلَیْہِ وَصَارَ کَشِرْکَۃِ الْوُجُوْہِ لَکِنَّانَقُوْلُ مَایَاخُذُہٗ وَلَایَاخُذُہٗ رِبْحًالِاَنّ الرِّبْحَ عِنْدَ اتِّحَادِ الْجِنْسِ وَقَدِاخْتَلَفَ لِاَنّ رَاسَ الْمَالِ عَمَلٌ وَالرِّبْحُ مَالٌ فَکَانَ یَدُلُّ الْعَمَلُ وَالْعَمَلُ یَتقَوّمُ بِالتّقْوِیْمِ فَیَقَدّرُبِقَدْرِمَاقُوِّمَ بِہٖ فَلَایَحْرُمُ بِخَلَافِ شِرْکَۃِ الْوُجُوْہِ لِاَنّ جِنْسَ الْمَالِ مُتّفَقٌ وَالرِّبْحُ یَتَحَقّقُ فِی الْجِنْسِ الْمُتّفَقِ وَرِبْحُ مَالَمْ یَضْمَنْ لَایَجُوْزُ اِلّا فِی الْمُضَارَبَۃِ....

اوراگر دونوں شریک نے کام کی نصف نصف ،مال کی تین تہائی کی شرط لگائی تو جائز ہے۔اور قیاس یہ ہے کہ جائز نہ ہو، کیونکہ ضمان عمل کے بقدرہوتی ہے پس اس پر زیادتی اس چیز کا نفع ہے جومضمون نہیں لہذاعقد جائز نہیں ہوگا ، کیونکہ یہ عقد مفضی ربح غیرمضمون ہے تو گویا کہ یہ شرکت الوجوہ کی مثل ہوگیا لیکن ہم کہتے ہیں جس چیز کو وہ لے گا اسکو بطریق ربح نہیں لے گا۔کیونکہ نفع جنس کے متحد ہونے کے وقت ہوتا ہے اور (یہاں)جنس مختلف ہے۔کیونکہ راس المال عمل ہے اورنفع مال ہے پس وہ عمل کا بدل ہوگا اورعمل قیمت لگانے کے ساتھ متقوم ہوتا ہے لہذااتنی مقدار کے ساتھ متقدر ہوگا جتنی مقدارکی قیمت لگائی گئی لہذاحرام نہیں ہوگا بخلاف شرکت الوجوہ کے کیونکہ جنس مال متفق ہے ،نفع جنس متفق میں متحقق ہوتا ہے اوراس چیز کا نفع جومضمون نہیں صرف مضاربت میں جائز ہے۔

(ہدایہ:۳/۶۱۲،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اَنَّ التَّفَاضُلَ فِی الرِّبْحِ عِنْدَاشْتِرَاطِ التَّسَاوِیْ فِی الْعَمَلِ لَا یَجُوْزُ قِیَاساً لِاَنَّ الضَّمَانَ بِقَدْرِمَاشُرِطَ عَلَیْهِ مِنَ الْعَمَلِ فَالزِّیَادَۃُ عَلَیْهِ رِبْحُ مَالَمْ یُضْمَنْ فَلَمْ یَجُزِ الْعَقْدُ کَمَافِی شِرْکَةِ الْوُجُوْهِ وَیَجُوْزُاِسْتِحْسَاناً لِاَنَّ مَایَاخُذُهٗ لَیْسَ رِبْحًا لِاَنَّ الرِّبْحَ اِنَّمَایَکُوْنُ عِنْدَاتِّحَادِ الْجِنْسِ وَهُنَا رَاسُ الْمَالِ عَمَلٌ وَالرِّبْحُ مَالٌ فَلَمْ یَتَّحِدِ الْجِنْسُ فَکَانَ مَایَاخُذُهٗ بَدَلُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ یَتَقَوَّمُ بِالتَّقْوِیْمِ اِذَارَضِیَابِقَدْرٍمُعَیَّنٍ فَیُقَدَّرُ بِقَدْرِمَاقُوِّمَ بِهٖ فَلَمْ یُؤَدِّ اِلٰی رِبْحِ مَالَمْ یُضْمَنْ بِخِلَافِ شِرْکَةِ الْوُجُوْهِ۔

کام میں یکسانیت کی شرط کے ساتھ (ایک شریک کے لئے نفع میں) زیادتی ازروئے قیاس جائز نہیں۔ کیونکہ ضمان بقدر عمل ہوتی ہے پس اس پر زیادتی اس چیز کا نفع ہے جو مضمون نہیں۔ لہذا عقد جائز نہیں ہوگا جیسا کے شرکت الوجوہ میں۔ مگر استحساناً (ایک فریق کے لئے زاید اجرت) جائز ہے۔ کیونکہ جس چیز کو وہ لے گا اسکو بطریق ربح نہیں لے گا۔ کیونکہ نفع جنس کے متحد ہونے کے وقت ہوتا ہے اور یہاں راس المال عمل ہے اور نفع مال ہے تو جنس غیر متحد ہے پس وہ عمل کا بدل ہوگا اور عمل قیمت لگانے کے ساتھ متقوم ہوتا ہے۔ لہذا اتنی مقدار کے ساتھ متقدر ہوگا جتنی مقدار معین پر شریکین راضی ہونگے (عمل کی جتنی قیمت طے ہوگی اتنی مقدار کے ساتھ متقدر ہوگا) ایسا کرنا مؤدی الی ربح غیر مضمون نہیں ہوگا بخلاف شرکت الوجوہ کے۔

(فتاوی شامی؛۳/۳۸۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْشَرَطَا الْعَمَلَ نِصْفَیْنِ وَالْمَالَ اَثَلَاثًاجَازَ اِسْتِحْسَاناً کَذَافِی الْعَیْنِیِّ شَرْحِ الْکَنْزِ...وَلَوْشَرَطَااَکْثَرَ الرِّبْحِ لِاَ دْنَاهُمَا عَمَلًا فَالْاَصَحُّ الْجَوَازُ کَذَافِی النَّهْرِ الْفَائِقِ ...

حصہ داروں نے کام نصف نصف اور اجرت تین حصوں میں بانٹنے کی شرط لگائی (یعنی ایک شریک تہائی اجرت لے گا اور کام آدھا کرے گا اور دوسرا شریک مزدوری دوتہائی لے گا مگر کام نصف کرے گا) تو استحساناً جائز ہے۔ عمل کے اعتبار سے جو شریک ادنیٰ ہے اس کے لئے زاید عوض کی اگر شرط لگائیں تو قول اصح کے مطابق ایسا کرنا جائز ہے۔

(ہندیہ؛۲/۳۲۹، داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علامہ شیخ اسعد صاغرجی لکھتے ہیں:

"فَاِنْ شَرَطَا التَّفَاضُلَ وَالرِّبْحَ فَکَمَاشَرَطَالِاَنَّ الْاُجْرَۃَ بَدَلُ عَمَلِهِمَاوَاِنَّهُمَایَتَفَاوَتَانِ

فَیَکُوْنُ اَحَدُھُمَا اَجْوَدعَمَلاً وَاَحْسَنَ صَنَاعَۃً فَیَجُوْزُ وَھٰذِہٖ الزِّیَادَۃُ لَیْسَتْ زِیَادَۃَ رِبْحٍ اِنَّمَاھِیَ بَدَلُ الْعَمَلِ لِاَنَّ الرِّبْحَ یَقْتَضِی الْمُجَانَسَۃَ بَیْنَ رَاسِ الْمَالِ وَلَامُجَانَسَۃَ لِاَنَّ رَاسَ الْمَالِ ھُوَالْعَمَلُ وَالرِّبْحُ مَالٌ فَکَانَ بَدَلَ الْعَمَلِ".

پتی داروں نے اگر تفاضل اور ربح کی شرط لگائی تو اسی طرح ہوگا۔ کیونکہ اجرت دونوں کے عمل کا عوض ہے اور وہ دونوں یکساں نہیں۔ کیونکہ ان میں سے ایک عمل اور صناعۃ کے لحاظ بہتر ہوگا تو ایسا کرنا جائز ہے اور زیادتی بھی نہیں ۔ کیونکہ وہ عمل کا بدل ہے اس لئے کہ نفع رائس المال کے مابین مجانست کا مقتضی ہے اور (اس مقام میں مجانست نہیں) کیونکہ رائس المال عمل ہے اور نفع مال ہے تو وہ عمل کا بدل ہے۔

(الفقہ الحنفی وادلتہ؛۲/۱۱۴،وحیدی کتب خانہ پشاور)

ایک شریک سے اگر نقصان ہوجائے۔؟

شریکین میں سے ایک سے بلا تعدی اگر نقصان ہوجائے تو دونوں شریک تاوان دیں گے خواہ نقصان کے وقت دوسرا شریک موجود ہو یا نہ۔ البتہ کوئی شریک اگر تصرف بے جا کی صورت میں نقصان کرے تو پھر ضمان اسی پر ہوگی۔

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فَاِذَاجَنَتْ یَدُاَحَدِھِمَافَالضَّمَانُ عَلَیْھِمَا یُوَاخِذُ صَاحِبُ الْعَمَلِ اَیَّھُمَاشَاءَ بِجَمِیْعِ ذٰلِکَ ھَکَذَافِیْ الْمُحِیْطِ نَاقِلاً عَنِ الْمُنْتَقٰی..

شریکین میں جس سے بھی نقصان ہو تاوان دونوں پر ہوگا،صاحب عمل جس سے چاہے مکمل نقصان لے لے۔ (ہندیہ؛۲/۳۲۹،داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

تقبل سے قبل عقد شرکت ضروری ہے۔

چند شرکاء جب بھی کام لیں تو اولاً ضروری ہے کہ شرکت پر اتفاق کریں بعد ازاں کام لیں ورنہ شرکت فاسد ہوگی۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(قَوْلُہٗ اِنِ اتَّفَقَ صَانِعَانِ الخ)اَشَارَاِلٰی اَنَّہٗ لَا بُدَّ مِنَ الْعَقْدِاَوَّلاًبِاَنْ یَتَّفِقَاعَلَی الشَّرِکَۃِ قَبْلَ التَّقَبُّلِ لِمَا سَیَاْتِیْ

ماتن کی اس عبارت "اِنِ اتفقَ صَانِعَانِ" (دوہنرمند اگر متفق ہوں) سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عقد کے لئے اولاً تقبل سے قبل شرکت پر شریکین کا اتفاق ضروری ہے۔

(فتاویٰ شامی: ۳/ ۳۸۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید موصوف اسی ضابطہ سے مسئلہ متفرع کی ایک صورت لکھتے ہیں:

لَوْ تَقَبَّلَ ثَلاثَةٌ عَمَلاً بِلاعَقْدِ شِرْكَةٍ فَعَمِلَهُ اَحَدُهُمْ فَلَهُ ثُلُثُ الْاَجْرِ وَلَاشَيْءَ لِلْآخَرِيْنِ وَسَيَاتِيْ بَيَانُهُ وَالْمُرَادُ عَقْدُ الشِّرْكَةِ عَلَى التَّقَبُّلِ وَالْعَمَلِ لِمَافِي الْبَحْرِ عَنِ الْقُنْيَةِ اِشْتَرَكَ ثَلاثَةٌ مِنَ الْحَمَّالِيْنَ عَلَى اَنْ يَمْلَاَاَحَدُهُمُ الْجَوَالِقَ وَيَاخُذَالثَّانِيْ فَمَهَاوَيَحْمِلَهَا الثَّالِثُ اِلَى بَيْتِ الْمُسْتَاجِرِ وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ فَهِيَ فَاسِدَةٌ

... فَاِنَّ شِرْكَةَ الْحَمَّالِيْنَ صَحِيْحَةٌ اِذَااشْتَرَكُوْا فِي التَّقَبُّلِ وَالْعَمَلِ جَمِيْعًا...لَواشْتَرَكَا عَلَى اَنْ يَتَقَبَّلاَاَحَدُهُمَاالْمَتَاعَ وَيَعْمَلَ الْاٰخَرُ اَوْيَتَقَبَّلَهُ اَحَدُهُمَا وَيَقْطَعَهُ ثُمَّ يَدْفَعَهُ اِلَى الْاٰخَرِ لِلْخِيَاطَةِ بِالنِّصْفِ جَازَ كَذَافِيْ...

تین آدمیوں نے بلاعقد شرکۃ کام لیا پھران تین میں سے ایک نے کام کیا تو عامل کے لئے اجرت کا ثلث ہوگا (لیکن یہ حکم قضاء ہے ورنہ دیانۃً پوری اجرت اسے دی جائے) اور باقیوں کے لئے کوئی شیءنہیں ہوگی، عنقریب اسکی تفصیل ملاحظہ ہوگی اور "عقد شرکۃ" سے مراد تقبل اور عمل پر عقد شرکت ہے۔ "قنیہ" سے بحر میں ہے تین حمالوں نے یوں شرکت کہ ان میں سے ایک بوریوں (میں غلہ ڈال کرانہیں) بھرے گا، دوسرا انہیں سیل کرے گا اور تیسرا اسے اٹھا کر مستاجر کے گھر پہنچائے گا، اور اجرت ان کے درمیان برابرہوگی تو ایسی شرکت فاسد ہوگی۔

باربردار مزدور "تقبل اور عمل" دونوں میں جب شرکت کریں تو پھر شرکت صحیح ہے۔۔۔اور اگر یوں شرکت کریں کہ "ایک شریک سامان وصول کرے اور دوسرا کام کرے یا ان میں سے ایک (کپڑا) لے اور اس کو کاٹے پھر دوسرے کو سلائی کے لئے نصف اجرت کے عوض دے دے تو جائز ہے۔ (ایضاً)

(فتاویٰ شامی: ۳/ ۳۸۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

نفع کی مقدار معلوم ہونا اور اس میں اشتراک بطریق شیوع ہونا لازمی ہے۔

شریکین میں سے ہرایک کے لئے حصہ کا معلوم ہونا ضروری ہے، کیونکہ بیع میں ثمن اگر مجہول ہو یا اجارہ میں اجرت مجہول ہو تو عقد فاسد ہوتا ہے ایسا ہی شرکت میں ہے۔ کیونکہ شرکت میں معقود علیہ نفع ہے اور معقود علیہ کی جہالت مفسد عقد ہے۔ نیز شریکین کے مابین ایسی شرط کا منتفی ہونا ضروری ہے جو قاطع شرکت

ہو۔ اس لئے ایسا کرنے میں ممکن ہے کہ آمد اور عوض اس قدر حاصل ہو جو ایک شریک کا معین حصہ ہو سکے اور دوسرا شریک کام کرنے کے باوجود تہی دست گھر لوٹے۔

چنانچہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَمِنْهَا: اَنْ يَكُوْنَ الرِّبْحُ مَعْلُوْمَ الْقَدْرِ، فَإِنْ كَانَ مَجْهُوْلاً تَفْسُدُ الشَّرِكَةُ، لِاَنَّ الرِّبْحَ هُوَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهِ وَجِهَالَتُهُ تُوْجِبُ فَسَادَ الْعَقْدِ، كَمَا فِي الْبَيْعِ وَالْاِجَارَةِ. وَمِنْهَا: اَنْ يَكُوْنَ الرِّبْحُ جُزْءً شَائِعًا فِي الْجُمْلَةِ لَا مُعَيَّنًا، فَإِنْ عَيَّنَا عَشَرَةً اَوْ مِائَةً اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ كَانَتِ الشَّرِكَةُ فَاسِدَةً، لِاَنَّ الْعَقْدَ يَقْتَضِيْ تَحَقُّقَ الشَّرِكَةِ فِي الرِّبْحِ وَالتَّعْيِيْنُ يَقْطَعُ الشَّرِكَةَ لِجَوَازِ اَنْ لَا يَحْصُلَ مِنَ الرِّبْحِ اِلَّا الْقَدْرُ الْمُعَيَّنُ لِاَحَدِهِمَا فَلَا يَتَحَقَّقُ الشَّرِكَةُ فِي الرِّبْحِ.

(شرکت الصنائع کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ) نفع کی مقدار معلوم ہو، اگر مجہول ہو تو شرکت فاسد ہوگی۔ کیونکہ نفع (عمل کا بدل) معقود علیہ ہے اور معقود علیہ کی جہالت مفسد عقد ہوتی ہے جیسا کہ بیع اور اجارہ میں۔ نیز (یہ بھی شرط ہے) کہ کل آمد میں عوض جزء شائع ہو، معین نہ ہو (شریکین ایک شریک کے لیے) دس یا سو درہم طے کر لیں تو شرکت فاسد ہوگی، کیونکہ عقد نفع میں تحقق شرکت کا مقتضی ہے اور تعیین قاطع شرکت ہے چونکہ بعید نہیں کہ نفع کا حصول بقدر معین ہو (جو کہ ایک حصہ دار کا فقط طے شدہ حصہ بنے اور اس طرح) شرکت فی الربح غیر متحقق ہوگی۔ (بدائع الصنائع: ۵/۷۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ایک جانب سے سامان اور دوسری جانب سے عمل ہو۔؟

کبھی بے زر ہنر مند آلات حرفت نہ ہونے کی بنا پر یوں بھی شرکت کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے کام اور عمل ہوتا ہے اور دوسرے حصہ دار کی جانب سے عمل اور نہ تقبل، بلکہ فقط سامان ہوتا ہے اور اسے "شرکۃ العروض" کہا جاتا ہے۔

عصر حاضر میں اسکی امثال کی ایک طویل فہرست ہے۔

۱۔ نجار، خیاط، طباخ، معمار، پاپوش ساز، زرگر، مکینک اور انجینئر بعض اوقات جدید آلاتِ صنعت اور اوزار حرفت پاس نہ ہونے کی بنا پر مالدار لوگوں سے اس طرح عقد شرکت کرتے ہیں کہ غنی آدمی ضرورت کے ہتھیار انہیں خرید کر دے دیتا ہے اور کاریگران کی مدد سے کام کرتا ہے، حاصل ہونے والی مزدوری سے آلات کے مالک کو طے شدہ حصہ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھتا ہے۔

۲۔ شادی بیاہ اور جلسے جلوسوں میں استعمال ہونے والے ظروف، سائبان نشستیں اور دیگر ضرورت کی اشیاء خرید کر ایک آدمی کو دے دی جاتی ہیں۔ اور وہ لوگوں کو سامان کرایہ پر دیتا رہتا ہے پھر چھ ماہ یا سال بعد

ملنے والا کرایہ تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

۳۔ ڈرائیوران صاحبان کو کبھی ہمہ قسمی گاڑیاں خرید کر اس لیے دے دی جاتی ہیں تاکہ وہ انہیں کرایہ پر چلائیں اور کچھ حصہ مالک کو دیں اور خود بھی رکھیں۔

۴۔ ناخداؤں کو کشتیاں دی جاتی ہیں اور ان کے ذریعے ملاحوں کو جو کرایہ ملتا ہے وہ کشتیوں کو مالکوں اور ملاحوں کے درمیان طے شدہ بات کے مطابق تقسیم کرلیا جاتا ہے۔

۵۔ ڈاکٹرز ایک ماہر آدمی کو لیباٹریاں، ایکسرے مشین، الٹرا ساؤنڈ دے دیتے ہیں، پھر ٹیسٹ کے ملنے والے پیسے تقسیم کر لیے جاتے ہیں۔

۶۔ دکان اور دفتر کرایہ پر استعمال کرنے والا آدمی جب دکان اور دفتر چھوڑتا ہے تو دوسرا لینے والا آدمی اسکا کرایہ تو مالک کو دیتا ہی ہے اور کبھی اس دکان میں نصب شدہ الماریاں اور تزیین وآرائش کے عوض شرکت کی بناء پر اس سے رقم کا ایک خاص حصہ وصول کرتا رہتا ہے۔

۷۔ ماہی گیروں کو مچھلی پکڑنے کے لیے جال اور کشتی دی، مچھلی ملنے کی صورت میں سامان کے مالک اور شکاری کے درمیان مچھلی یا اس کو فروخت کرنے کے بعد پیسے تقسیم کر لیے۔

۸۔ زرعی آلات، تھریشر، ٹرالی اور کمپائن سیزن کے مواقع ایک شریک کو اس لئے بھی دی جاتی ہیں کہ وہ ان اشیاء سے مزدوری کرے، پھر طے شدہ حصہ کے مطابق آلات وغیرہ کے مالک اور ان اشیاء کی مدد سے محنت، مزدوری کرنے والے آدمی کے درمیان وہ مزدوری بانٹی جائے۔

حالانکہ ایک طرف سے فقط سامان ہو اور دوسری طرف سے عمل ہو تو شرکت فاسد ہے، مندرجہ آٹھوں امثال شرکت فاسد کی ہیں اس طرح شرکت نہیں کرنی چاہیے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَوْ مِنْ اَحَدِهِمَا اَدَاةُ الْقِصَارَةِ وَالْعَمَلُ مِنَ الْاٰخَرِ فَسَدَتْ وَالرِّبْحُ لِلْعَامِلِ وَعَلَيْهِ اَجْرُ مِثْلِ الْاَدَاةِ

شریکین میں سے ایک کی جانب سے "اداء القصارۃ" اور دوسرے کی جانب سے "عمل" ہو تو شرکت فاسد ہوگی۔ نفع اور عوض کام کرنے والے کا ہوگا اور اس پر "آلہ" کی اجرت مثلی ہوگی (جو کہ اس کے مالک کو دے گا)۔

(فتاوی شامی: ۳/۳۸۱؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لَوْدَفَعَ دَابَّتَهٗ اِلَى رَجُلٍ لِيُؤَاجِرَهَا عَلَى اَنَّ الْاَجْرَ بَيْنَهُمَا كَانَتِ الشَّرْكَةُ فَاسِدَةً فَاِنْ

اَجـرَالـدَابَۃِ کَـانَ جَمِیعُ الْاَجرِلِصَاحِبِ الدَابَۃِ وَلِلاٰخرِ اَجرُ مِثْلِ عَمَلِہٖ وَلَوْدَفَعَ دَابَّۃً اِلٰی رَجُلٍ لِیَبِیعَ عَلَیھَا البُزَّ وَالطَّعَامَ عَلٰی اَنَّ الرِّبحَ بَینَھُمَا کَانَتِ الشِّرکَۃُ فَاسِدَۃً بِمَنْزِلَۃِ الشِّرکَۃِ بِالْعُرُوضِ وَاِذَافَسَدَتْ کَانَ الرِّبحُ لِصَاحِبِ الطَّعَامِ وَالْبَزِّوَلِصَاحِبِ الدَابَّۃِ اَجرُمِثلِھَاوَالْبَیتُ وَالسَّفِینَۃُ فِی ھٰذَاکَالدَابَۃِ ھٰکَذَافِی فَتَاوٰی قَاضِیخَان۔وَکَذٰلِکَ لَوْ دَفَعَ شَبْکَۃً لِیَصِیدَبِھَاالسَّمَکَ بَینَھُمَانِصْفَینِ فَالصَّیْدُ لِلصَّائِدِ وَلِصَاحِبِ الشَّبْکَۃِ اَجرُ مِثْلِھَاکَذَافِی مُحِیطِ السَّرْخَسِیْ

ایک آدمی نے کسی شخص کو چوپایہ اس لیے دیا تا کہ وہ اسے اجرت اور کرایہ پر چلائے ،اورمزدوری ان کے مابین بانٹی جائے ،توشرکت فاسد ہوگی۔چوپائے کی وجہ سے ملنے والاکرایہ جانور کے مالک کا ہوگا اوردوسرے آدمی کے لیے اجرت مثلی ہوگی۔اوراگرکسی آدمی کو جانوراس لیے دیا تا کہ وہ اس پر گندم اورکھانافروخت کرے اس شرط پر کہ نفع ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا،توشرکت فاسدہوگی (کیونکہ اس طرح شرکت کرنا)بمنزل ،،شرکۃ بالعروض،، کے ہےاورشرکت جب فاسد ہوتو نفع کھانے اورگندم کے مالک کو ملے گااورجانور کے مالک کواجرت مثلی دے گا۔گھراور کشتی میں (یوں شراکت کرنا)چوپائے کی مثل ہے۔ ہٰکذا فی فتاوی قاضیخان۔

اوراس طرح اگر(کسی شخص کو) مچھلیوں کا شکار کرنے کے لیے ’’جال‘‘ دی تا کہ وہ آدمی مچھلیاں پکڑے پھران کے درمیان نصف نصف کی جائیں۔توشکارشکاری کے لیے ہوگااور’’جال‘‘ کے مالک کے لیے اجرت مثلی ہوگی۔

(فتاوی ہندیہ:۲/۳۳۴؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

اگرکسی کوضرورت ہووہ آلات سامان اورگاڑیاں کسی آدمی کو سپردکرے اوراسے بلامصروفیت اورعمل کے کچھ نفع اورعوض ملتارہے تواس کے جواز کے متعددطرق ہیں،توبھی اسے اسان ہواختیارکرلے۔چنانچہ چندایک ذیل میں مندرج ہیں۔

۱۔ آلات حرفت وصنعت،گاڑیاں،دفتر،دکان اورسامان یومیہ،ماہانہ رسالانہ کرایہ پردے دے۔ توپھریہ عقداجارہ ہوگا نہ کہ ’’شرکۃ العروض‘‘۔

۲۔ انجینئراورآلات وغیرہ استعمال کرنے والے آدمی کوتنخواہ پر ملازم رکھ لے،اسے تنخواہ دےاورکل آمداپنے پاس رکھے

۳۔ آلات وسامان کے ساتھ تقبل اعمال اپنے ذمہ لے لے،ایسا کرنے میں شرکۃ العروض نہیں ہوگی بلکہ ’’شرکۃ الصنائع‘‘۔

دکان، تقبل اور عمل میں شرکت۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کی دکان ،بلڈنگ اور آفس ہوتا ہے۔اوروہی آدمی کسٹمر سے آرڈر لیتا ہے اور اسکی وجاہت سے کام بہت زیادہ ملتا ہے اور دوسرا آدمی کام کرتا ہے پھر کام کے عوض ملنے والی رقم تقسیم کر لیتے ہیں تو اس طریق شرکت میں جواز ہے۔کیونکہ ایسی شرکت ،شرکت العروض نہیں ٹھہرے گی بلکہ ،شرکۃ الاعمال،،ہوگی کیونکہ جس آدمی کی دکان اور بلڈنگ ہے اسکی جانب سے تقبل بھی ہے تو گویا کہ دونوں شریک عمل کا عوض لے رہے ہیں۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَلَوْاَنَّ رَجُلاًاَجْلَسَ فِي دُكَانِهٖ رَجُلاًيَطْرَحُ عَلَيْهِ الْعَمَلَ بِالنِّصْفِ فَالْقِيَاسُ اَنْ لَاتَجُوْزَ هٰذِهِ الشَّرِكَةُ لِاَنَّهَاشَرِكَةُ الْعُرُوْضِ ،لِاَنَّ مِنْ اَحَدِهِمَا الْعَمَلَ وَمِنْ الْاٰخَرِ الْحَانُوْتَ ،وَالْحَانُوْتُ مِنَ الْعُرُوْضِ ،وَشَرِكَةُ الْعُرُوْضِ غَيْرُ جَائِزَةٍ ،وَفِيْ الْاِسْتِحْسَانِ جَائِزَةٌ ،لِاَنَّ هٰذِهِ الشَّرِكَةَ اَلْاَعْمَالُ ،لِاَنَّهَاشَرِكَةُ التَّقَبُّلِ ،وَتَقَبُّلُ الْعَمَلِ مِنْ صَاحِبِ الْحَانُوْتِ عَمَلٌ وَشَرِكَةُ الْاَعْمَالِ جَائِزَةٌ بِلَاخِلَافٍ بَيْنَ اَصْحَابِنَا.

ایک آدمی نے اپنی دکان میں ایسا شخص بٹھالیا جسے مناصفہ کے عوض کام (لیکر) دیتا ہے۔تو۔(ایسی صورت) قیاساً تو جائز نہیں ۔کیونکہ یہ ''شرکۃ العروض'' ہے چونکہ ایک فریق کی طرف سے عمل ہے اوردوسرے کی جانب سے دکان ہے اوردکان عروض سے ہے اور''شرکۃ العروض'' جائز نہیں ۔البتہ (مذکورہ صورت) استحساناً جائز ہے۔کیونکہ یہ ''شرکۃ الاعمال'' ہے چونکہ (دکان کے مالک کی طرف سے فقط دکان نہیں بلکہ شرکت التقبل ہے اورکام لینادکان کے مالک کی طرف سے عمل ہے ہمارے ائمہ کرام کے نزدیک شرکۃ الاعمال بلاخلاف جائز ہے۔(بدائع الصنائع:۸۵/۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

مزید منعوت لکھتے ہیں:

قَصَّارَانِ لِاَحَدِهِمَااَدَاةُ الْقِصَارَةِ وَلِلْاٰخَرِ بَيْتٌ اِشْتَرَكَاعَلٰى اَنْ يَعْمَلَابِاَدَاةِ هٰذَافِيْ بَيْتِ هٰذَاعَلٰى اَنَّ الْكَسْبَ بَيْنَهُمَانِصْفَانِ كَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا،وَكَذٰلِكَ الصَّاغَةُ وَالْخَيَّاطُوْنَ وَالصَّبَّاغُوْنَ ،لِاَنَّ الْاَجْرَ هُنَابَدَلٌ عَنِ الْعَمَلِ لَا عَنِ الْاٰلَةِ ،وَقَدْ صَارَالْعَمَلُ مَضْمُوْنًا عَلَيْهِمَافَكَانَ بَدَلُهٗ لَهُمَاوَكَانَ اَحَدُهُمَامُعِيْنًالِلْاٰخَرِبِنِصْفِ الْاٰلَةِ وَالْاٰخَرُ مُعِيْنًا لَهٗ بِنِصْفِ الدُّكَانِ ،

(بدائع الصنائع؛۸۶/۵؛۸۷؛مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

دودوھوبی اگر اس طرح شرکت کریں کہ ایک کی جانب سے اداۃ القصارۃ ہو اور دوسرے کی

جانب سے مکان ہواور دونوں ملکر کام کریں اور کمائی ان کے درمیان مناصفہ پر تقسیم کی جائے توایسا کرنا جائز ہے اور اسی طرح درزی اوررنگریز(یعنی ایک درزی کی طرف سے آلات خیاطت مثلاً سلائی مشین ،اسٹینڈ ،استری،مقراض اورتزیین وآرائش کا سامان ہواوردوسرا آدمی دکان میسر کرے تو شرکت جائز ہے اوراسی طرح شرکت ،شرکۃ العروض کے قبیلہ سے بھی نہیں ہوگی ، بلکہ شرکۃ الصنائع بنے گی) کیونکہ اجرت عمل کاعوض ٹھہرے گی نہ کہ آلات کا۔اورعمل ان دونوں پر مضمون ہوگااوراسکا یعنی (ضمانت) کا بدل ان دونوں کے لیے ہوگااوردونوں شریک ایک دوسرے کے نصف آلہ اور نصف دکان کے ساتھ مد ہوں گے۔(بدائع الصنائع:۸۶/۵؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَنْ یَجْلِسَ اٰخرَعَلٰی دُکَانِہٖ فَیَطْرَ حَ عَلَیْہِ الْعَمَلَ بِالنِّصْفِ وَالْقِیَاسُ اَنْ لَا تَجُوْزَلِاَنَّ مِنْ اَحَدِھِمَاالْعَمَلَ وَمِنَ الْاٰخَرِ الْحَانُوْتَ وَاسْتَحْسَنَ جَوَازُھَا لِاَنَّ التَّقَبُّلَ مِنْ صَاحِبِ الْحَانُوْتِ عَمَلٌ اہ ومنھاما فی البحر عن البزازیۃ لِاَحَدِھِمَااٰلَۃُ الْقِصَارَۃِ وَلِلْاٰخَرِبَیْتٌ اِشْتَرَکَاعَلٰی اَنْ یَعْمَلَافِیْ بَیْتِ ھٰذَاوَالْکَسْبُ بَیْنَھُمَاجَازَوَکَذَاسَائِرُالصَّنَاعَاتِ

۔۔۔ایک آدمی اگرکسی کواپنی دکان پر بٹھائے اوراسے مناصفہ پر(کسٹمر سے لیکر) کام دے،تو ازروئے قیاس ایسا کرنا جائز نہیں ۔کیونکہ ایک شریک کی طرف سے عمل ہےاوردوسرے کی جانب سے دکان ہے۔(مگر فقہاء کرام نے ایسی صورت کو) مستحسن قراردیاہے کیونکہ دکان کے مالک کی طرف عمل تقبل پایا جاتا ہے۔

(فتاویٰ شامی:۳۸۱/۳؛ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)................(جاری ہے)

نئی کتاب ....ایک طالب علم کی

سفری یادداشتیں

نوراحمد شاہتاز

ناشر: اسکالرز اکیڈمی کراچی

ہراچھے بک اسٹال پر دستیاب ہے۔